سلسلہ اصلاحی مواعظ 2

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

اور نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کو فائدہ دیتی ہے۔ (القرآن)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

مدرس جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبہ فکرِ آخرت

سلسلہ اصلاحی مواعظ ۲

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

مدرس جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبہ فکرِ آخرت

نام کتاب	:	حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں
وعظ	:	حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
تاریخِ طبع	:	جمادی الثانی/۱۴۳۲ھ بمطابق مئی ۲۰۱۱ء
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	مکتبہ فکرِ آخرت

ملنے کا پتہ

مکتبہ فکرِ آخرت

جامع مسجد رفاہِ عام، ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم ○

اَمَّا بَعْدُ!

(۱)عن سلمان رضی اللہ عنہ انه كتب اليه أبو الدرداء رضی اللہ عنہ يا أخي اغتنم صحتک و فراغک قبل أن ينزل بک من البلاء ما لا يستطيع العباد رده.

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھے خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: اے میرے بھائی! اپنی صحت اور فرصت کو غنیمت سمجھو قبل اس کے کہ تیرے اوپر کوئی ایسی مصیبت آجائے جس کو سارے لوگ مل کر بھی تجھ سے دور نہ کر سکیں۔

(۲) ويا أخي! لِيكنِ المسجدُ بيتک فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول "اِن المسجد بيت كل تقي، وقد ضمن الله لمن كانت المساجد بيوتهم بالروح والرحمة والجواز على الصراط الى رضوان الله"

ترجمہ: اے میرے بھائی! مسجد کو بس اپنا گھر بنانا اس لیے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے رحمت کی اور پل صراط سے جنت کی طرف پار ہونے کی ان لوگوں کو ضمانت دی ہے جو مسجدوں میں پڑے رہتے ہیں۔

(٣) ويا أخي! ارحم اليتيم وأدنه منک وامسح برأسه أطعمه من طعامک فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأتاه رجل يشكو قسوة قلبه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أتحب أن يلين قلبک؟ قال : نعم، قال : فأذن اليتيم اليک وامسح برأسه وأطعمه من طعامک فان ذلک يلين قلبک وتقدر على حاجتک.

ترجمہ : اور اے میرے بھائی ! یتیم پر رحم کرنا اور اس کو اپنے قریب کرتے رہنا اور اس کے سر پر (شفقت کا) ہاتھ رکھنا اور اس کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا اس لیے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے: جب ان کے پاس ایک آدمی اپنے دل کے سخت ہوجانے کی شکایت لے کر آیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہوجائے ؟ اس نے کہا: جی ہاں ! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یتیم کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیا کرو اور اس کے سر پر (شفقت کا) ہاتھ رکھا کرو اور اپنے کھانے سے اس کو بھی کھلایا کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تیرا دل نرم ہوجائے گا اور تیری حاجت پوری ہوگی۔

(۴) ويا أخي! لا تجمع ما لا تستطيع شكره، فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يجاء بصاحب الدنيا يوم القيامة الذي أطاع الله فيها هو بين يدي ماله وماله خلفه فكلما تكفأ به الصراط قال له امض فقد أديت الحق الذي عليک، قال: ويجاء بالآخر الذي لم يطع الله فيها وماله بين كتفيه فيعثره ماله، ويقول: ويلک هلاّ عملت بطاعة الله في مالک فلا يزال كذلک يدعو بالويل والثبور.

ترجمہ: اور اے میرے بھائی! اتنا مال مت جمع کرنا جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو، اس لیے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ جس صاحبِ مال نے دنیا میں اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اور مال کے حقوق کو ادا کیا اس کو قیامت میں حاضر کیا جائے گا اور مال اس کے پیچھے پیچھے ہوگا، جب بھی یہ پل صراط کی طرف قدم اٹھائے گا تو مال اس سے کہے گا کہ بے غم ہو کر چلو تو نے وہ حق ادا کردیا جو تیرے اوپر لازم تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اور جس آدمی نے مال کے معاملے میں اللہ کی اطاعت نہیں کی اسے جب حاضر کیا جائے گا تو مال اس کے کندھوں پر رکھا ہوا ہوگا اور وہ اس بندے کو (پل صراط سے) پھسلائے گا اور اس کو کہے گا تیری بربادی ہو تو نے اپنے مال کے معاملے میں اللہ کی اطاعت کیوں نہ کی؟ تو وہ بندہ مسلسل موت وہلاکت کو پکارتا ہی رہے گا۔

(۵) و يـا أخـي : أنـي حُـدِّثْـتُ أنک اشتـريت خـادمـا و اني سـمـعت رسول اللهﷺصلى الله عليه وسلم يقول لا يزال العبد من الله وهـو مـنـه مـا لـم يـخـدم فـاذا خدم و جب عليه الحساب وان أم الـدرداء سـألتـنـي خـادما. وأنا يومئذ موسر. فكر هت ذلک لهـــا خشيــــت مـــن الـــحســـاب .

ترجمہ: اے میرے بھائی! مجھے پتہ چلا کہ آپ نے ایک خادم خریدا ہے اور میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے کہ آدمی کو مسلسل اللہ کی مدد شاملِ حال رہتی ہے جب تک اس کی خدمت نہ کی جائے اور جب اس کی خدمت کی جاتی ہے تو اس پر حساب دینا لازم ہو جاتا ہے اور (میری بیوی) ام درداء نے مجھ سے ایک مرتبہ خادم کا مطالبہ کیا تھا حالانکہ میں اس وقت صاحب حیثیت تھا لیکن ان پر حساب لازم ہونے کے ڈر سے میں نے نہیں خریدا۔

(٦) ويا أخي من لي ولک بأن نوافي يوم القيامة ولا نخاف حسابا.

ترجمہ: اے میرے بھائی مجھے اور آپ کو کون ضمانت دیتا ہے کہ قیامت میں ہمیں پورا پورا اجر مل جائے گا اور ہم حساب و کتاب سے نہ ڈریں۔

(٧) ويـا أخـي لا تـغترن بصحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم فـانـا قـد عشنا بعده دهرا طويلا و الله أعلم بالذي أصبنا بعده. (١)

ترجمہ: اے میرے بھائی! رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہونا مجھے اور آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے

---

(۱) مصنف عبدالرزاق و بیہقی ص ۱۹۵ ج ۳ حلیۃ الاولیاء۔

اس لئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک طویل زمانہ گذار چکے ہیں،
اللہ جانتا ہے کتنے مصائب ہم نے جھیلے ہیں۔

تشریح: نبی اکرم ﷺ کے زیرِ تربیت صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے رسول پاک ﷺ کو بار بار دیکھا اور وحی کے اترتے ہوئے مناظر کو بھی دیکھا اور رسول پاک ﷺ کی پیاری زبان سے بے شمار کلمات سنے اور محفوظ فرمائے، آنحضرت ﷺ کے بدن سے نکلتے ہوئے پیارے اعمال دیکھے، ان اعمال کو محفوظ فرمایا اور امت تک پہنچایا، آنحضرت ﷺ کے صحبت یافتہ لوگوں میں سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی ایک مشہور صحابی ہیں، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

صحابہ کرام میں ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کا رواج تھا:

ان لوگوں کا آپس میں یہ معمول اور اہتمام ہوتا تھا کہ جب بھی آپس میں ملاقات ہوتی تھی تو کوئی نہ کوئی دین کی بات کر لیا کرتے تھے، ملاقات پانچ منٹ کی ہو یا دس منٹ کی ہو، ہر ملاقات میں ایک دوسرے سے دین کی کوئی نہ کوئی بات سن لیا کرتے تھے یا سنا لیا کرتے تھے اس لئے کہ اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے کہ:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱)

ترجمہ: نصیحت کرتے رہا کرو اس لئے کہ
نصیحت کرنا اہل ایمان کو فائدہ دیتا ہے۔

جب انسان کسی دوسرے کو نصیحت کرتا ہے اور خود محتاج بن کر بات کرتا ہے تو اپنے دل میں بھی بات اثر کرتی ہے، ممکن ہے دوسرا اس بات پر عمل کر لے تو انسان کی نجات کا ذریعہ بن

---

(۱) سورۃ الذاریات آیت ۵۵۔

جائے، اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں یہ رواج بہت زیادہ تھا اور خاص کر کہ جب کوئی چھوٹا کسی بڑے کی محفل میں جاتا تو وہ چھوٹا بڑے سے درخواست کرتا تھا کہ کچھ نصیحت کے کلمات سنائیے، اس کا رواج بھی بہت زیادہ تھا، آج کل بچوں کو اپنے بڑوں کے پاس بیٹھنے کی فرصت ہی نہیں ہے، موقع ہی نہیں ملتا اور کھیل کود، تماشے، اتنے دنیا کے مصائب اور دنیا کے جھنجھٹ اس قدر پیدا ہوگئی ہیں کہ بچوں کو ماں باپ کے پاس بیٹھنے کی بھی فرصت نہیں ہے تو وہ ماں باپ سے نیک تربیت کیسے حاصل کریں گے؟ دین کی باتیں، اچھی باتیں کیسے سیکھیں گے؟ تو میں عرض کر رہا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ان باتوں کا رواج تھا کہ ہر بڑا چھوٹے کو نصیحت کیا کرتا تھا اور ہر چھوٹا بڑے سے نصیحت کا مطالبہ کیا کرتا تھا۔

پہلی نصیحت تندرستی اور فرصت کو غنیمت سمجھو:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو کچھ نصیحتیں کیں جن میں سے پہلی نصیحت یہ ارشاد فرمائی:

”یاأخي اغتنم صحتک وفراغک قبل أن ینزل بک بلاء من اللہ عزوجل لایستطیع العباد ردہ“

ترجمہ: اے میرے بھائی! اپنی صحت کو، اپنی فراغت کو اور اپنے فرصت کے زمانے کو غنیمت سمجھو اس وقت سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب کی یلغار ہو جائے اور پھر سارا جہان ان بلاؤں کو، ان مصیبتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے، وہ مصائب آپ سے ٹال نہیں سکتے۔

اس لئے ان مصائب کے آنے سے پہلے عمل کرلو، جو عمل بھی ہوسکتا ہے کرلو، اس لئے کہ رسول پاک ﷺ نے بھی یہ بات ذکر فرمائی:

"نعمتان مغبون فيهما أكثر الناس الصحة والفراغ "(۱)

ترجمہ: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن میں بہت سارے لوگ
دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں صحت اور فراغت۔

ہر انسان کو اللہ نے یہ دو نعمتیں ایسی دی ہیں جو کہ مفت میں ملی ہوئی ہیں لیکن فرمایا کہ اکثر لوگ ان دو نعمتوں کے حق میں غافل ہیں، غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، ان دو نعمتوں کی قدر نہیں کرتے، ارشاد فرمایا:

"الصحة والفراغ "

ایک تو آدمی کے پاس صحت اور تندرستی ہے اور دوسری فراغت ہے کہ انسان کا فارغ ہونا، مشغول نہ ہونا اور اسی طرح صحت کا ہونا آدمی کے پاس بہت بڑی غنیمت ہے کہ صحت کے موقع پر انسان بہت سارے اعمال کرسکتا ہے لیکن جب بیماری آجائے تو کرنا چاہے گا لیکن نہیں کر پائے گا۔

دنیا کے آرام پر آخرت کی راحت کو مقدم کرنا:

کوئی آدمی بستر مرگ پر ہے، مرض الموت میں گھرا ہوا ہے، زندگی کے آخری لمحات ہیں، اب تو عزیز، رشتے دار، چاہنے والے، محبت کرنے والے نماز کے لئے بھی نہیں جگاتے، نماز کے لئے بھی تکلیف نہیں دیتے، کہتے ہیں کہ نہیں بھئی اس کو اذیت ہوگی اس کو تکلیف ہوگی

(۱) صحیح بخاری ج ا ص ۳۲۱۸۔

حالانکہ نماز ایسا امر ہے کہ اس پر اہل خانہ کو اہتمام کرنا چاہیے اپنے گھر کے مریض کو حتی الامکان نماز نہ چھوڑنے دیں، ہم دنیا کی راحت کو مقدم رکھتے ہیں حالانکہ آخرت کی راحت کو مقدم رکھنا چاہیے، دنیا کی راحت عارضی راحت ہے، تھوڑی سی تکلیف برداشت کرلو، وضو نہیں کرسکتا تو تیمّم کرالو، اگر خود نہیں کرسکتا تو آپ کروادیں، باپ کو بیٹا تیمّم کروادے، شوہر کو بیوی تیمّم کروائے، تیمّم کروا کے نماز پڑھوایئے، اگر پانی مضر ہے تکلیف دہ ہے تو تیمّم کروائیں، کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بٹھا کر نماز پڑھوایئے، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر ان سے نماز پڑھوایئے، لیٹ کر پڑھنے کی ہمت نہیں ہے تو اشارے سے نماز پڑھوایئے، کسی نہ کسی درجے میں نماز کا فریضہ وہ ادا کردے۔

مرض الوفات میں آپ ﷺ کا اہتمام نماز:

میرے عزیز دوستو بزرگو! رسول پاک ﷺ کا مبارک عمل بیماری میں کیا ہے؟ اب آپ دیکھیں کہ انتہائی غشی کی کیفیت ہے زندگی کے آخری لمحات ہیں، اماں عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عشاء کی نماز کا وقت تھا تو بتایا گیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگ آپ کے انتظار میں ہیں، تو نبی پاک ﷺ اٹھے اور اپنے چہرۂ مبارک پر پانی ڈالا اور پھر دوبارہ غشی طاری ہوگئی پھر جب افاقہ ہوا پھر پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ بتایا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ نہیں! آپ کے انتظار میں ہیں پھر نبی پاک ﷺ نے کوشش کی، تین مرتبہ آنحضرت ﷺ نے اس طرح سے کوشش فرمائی۔ (۱)

جس عمل پر موت آئے گی اسی پر قیامت میں اٹھایا جائے گا

میرے دوستو بزرگو! آنحضرت ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ جو موقع ہے یہ

---

(۱) بخاری کتاب بدء الوحی ج ۱ ص ۱۸۶۔

آخری وقت ہے ممکن ہے ایک آدمی کی روح نماز ہی میں پرواز کر جائے، جب روح نکلنی ہی ہے جب وقت جانے کا آ ہی گیا ہے تو اگر نیک کام کرتا ہوا دنیا سے چلا گیا تو قیامت کے دن یہی نیک کام کرتا ہوا قبر سے اٹھایا جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ

"یبعث کل عبد علی مامات علیه "[1]

تم جس طرح سے مروگے، جس عمل پر تمہاری
موت آئے گی اسی عمل پر تم اٹھائے جاؤ گے۔

تو یہ خاتمہ ایمان ہے، یہ تو اچھا خاتمہ ہے کہ ایک آدمی نیک کام کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے، تلاوت کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے، کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے تو یہ سعادت کی موت ہے، اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کسی بھی حالت میں انسان نماز سے غافل نہ ہو، تو رسول پاک ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ بہت سارے لوگ اپنی صحت کے متعلق غافل ہیں اور اپنے فراغت کے زمانے سے فائدہ نہیں اٹھاتے، صحت کے زمانے سے فائدہ نہیں اٹھاتے، بڑھاپا آ جائے یا بیماری آ جائے پھر کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر پاتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہماری زندگی میں تقابل:

آج سے دو سو سال، تین سو سال، چار سو، پانچ سو سال پہلے کی زندگی آپ دیکھیں یا آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھئے وہاں گھروں میں مائیں بہنیں کھانا جب پکایا کرتی تھیں تو کھانا پکانے سے پہلے، روٹی پکانے سے پہلے آٹا گوندتی تھیں، اول تو گندم میسر ہی نہیں ہوتی تھی، کھجور مل گئی گزارا کر لیتے تھے، جو اور ستو مل گئے گزارا کر لیتے تھے، اگر گندم گھر میں ہے بھی تو

(۱) فیض الباری باب عمل صالح ج ۵ ص ۱۸۰ (مسلم)۔

اب گھر میں خاتون پہلا کام تو یہ کریگی کہ گندم کو چکی میں پیسے گی، آج تو پسی ہوئی گندم ملتی ہے، آج تو آٹا گھر پر تیار ملتا ہے، اب اس میں کتنا وقت درکار ہے، ہاتھوں سے چکی چلا کر ہاتھ بھی تھک رہا ہے، بازو بھی تھک رہا ہے، ہمت بھی ٹوٹ رہی ہے تو آدھا گھنٹہ، پونا گھنٹہ تو اسی کام میں صرف ہو جاتا تھا پھر اس کے بعد آٹا گوندھا، پھر اس کے بعد لکڑیوں کو جمع کیا، پھر چولہے میں ڈالا اور لکڑیوں کو آگ لگائی، آپ جانتے ہیں کہ لکڑیوں کی آگ گرم ہونے میں کچھ دیر لگتی ہے کچھ وقت لگتا ہے تو آپ یہ سمجھئے کہ ایک روٹی پکنے میں آدھا پونا گھنٹہ درکار ہوتا تھا، ایک گھنٹہ درکار ہوتا تھا لیکن پھر بھی ان لوگوں کی زندگیوں میں برکتیں تھیں، گھر کے تین چار افراد کو کھانا پکا کر کھلاتیں اور پھر نمازوں کا اہتمام کرتیں، پھر تلاوت کے دو دو، تین تین، چار چار، پانچ پانچ، دس دس پارے یومیہ تلاوت کا اہتمام کرلیا کرتی تھیں۔

آج بہت سارا وقت ہم ضائع کر دیتے ہیں:

آج تو تیز رفتار زمانہ ہے، آج آٹا گھر میں موجود ہے، پسا ہوا مل جاتا ہے، آج آٹا گوندھنے کی مشینیں بھی موجود ہیں، پہلے روٹی پکانے کے لئے پونا گھنٹہ، ایک گھنٹہ درکار ہوتا تھا آج وہ ایک روٹی دس منٹ میں بن جاتی ہے، آج وہ ایک روٹی پانچ منٹ میں بن جاتی ہے لیکن دس منٹ میں روٹی بنا کر جو پچاس منٹ ہمارے پاس بچ گئے یہ پچاس منٹ ماں، بہن نے کس کام میں لگا دیئے؟ یہ برباد کردیئے، اُن لوگوں کے یہاں جو وقت بچتا تھا اس وقت کو اللہ کی یاد میں، اللہ کی عبادت میں لگایا کرتے تھے، آج ہمارے پاس پچاس منٹ جو بچ گئے، آدھا گھنٹا جو بچ گیا جس کو ہم نے کھانے سے بچایا، تیز رفتار زمانہ ہے، مشینری ہے، سفر اس زمانے میں بھی

ہوتے تھے اور وہ سفر گھوڑوں پر، گدھوں پر، اونٹوں پر، خچروں پر ہوتے تھے جہاں سفر کے لیے چار گھنٹے درکار ہوتے تھے آج وہی سفر دس منٹ کے اندر طے ہوجاتا ہے، آج وہی سفر بیس منٹ میں طے ہوجاتا ہے، یہ جو دو گھنٹے، تین گھنٹے ہم نے بچائے ان گھنٹوں کو ہم نے کس کام میں لگایا؟

ہر لمحہ آدمی کو موت کے قریب کررہا ہے:

میرے محترم دوستو بزرگو! آج یہ بچا ہوا وقت سارا کا سارا انسان کا برباد ہورہا ہے، اسی لئے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ یہ فراغت اور صحت یہ دو ایسی نعمتیں انسان کے پاس ہیں کہ انسان ان نعمتوں سے بڑا غافل ہے، انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے اور اسے معلوم ہی نہیں ہے کہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے، ایک ایک گھڑی گزر رہی ہے، ایک ایک گھنٹہ موت کے قریب ہورہا ہے اور ایک وقت آئے گا ساری زندگی پگھل جائے گی، ختم ہوجائے گی۔

''فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ''(۱)

ترجمہ: پھر جب آپہنچے گا ان کی موت کا وقت تو نہ ایک لمحہ پیچھے ہونگے اور نہ آگے۔

وقت آگیا، اب عمل کرنے کے لئے فرشتہ نہیں چھوڑے گا کہ ہاں بھئی عمل کرلو، اب فرشتہ یہ مہلت نہیں دے گا کہ بھئی چلو دو رکعت سنت پڑھ لو، چلو دو رکعت نماز نفل ہی پڑھ لو، نہیں جو کرلیا سو کرلیا۔

دنیا کی زندگی کی مثال:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں کتنی عمدہ مثال ذکر کی ہے، ارشاد فرمایا کہ اگر ایک آدمی کو کسی صحرا میں چھوڑا جائے اور وہاں ہیرے بھی ہوں، جواہرات بھی ہوں اور اُسے

---

(۱) سورۃ الاعراف آیت ۳۴۔

بوریاں بھرنے کے لئے دے دی جائیں اور اس بندے سے کہا جائے کہ آپ کے پاس بہت مختصر زندگی ہے یا آپ کو ہم اتنا ٹائم دیتے ہیں مگر یہ ہم آپ کو بتائیں گے نہیں کہ آپ کو یہاں کتنے دن رہنا ہے۔۔۔؟ دو منٹ بھی ہو سکتے ہیں، دو دن بھی ہو سکتے ہیں، دو سال بھی ہو سکتے ہیں اور بیس سال بھی ہو سکتے ہیں لیکن بس آپ کا کام صرف ان بوریوں کو ہیرے اور جواہرات سے بھرنا ہے جتنی دیر میں آپ نے بھر لیا، جو بھر لیا سو بھر لیا، جب ہم آپ سے کہیں گے کہ بس کرو اب آپ کے چلنے کا وقت آ گیا ہے تو مزید ہم آپ کو بھرنے کی اجازت نہیں دیں گے، پھر وہ کیا کرے گا؟ یقیناً اسے معلوم ہے کہ ممکن ہے کہ دو منٹ کے بعد میرا بلاوا آ جائے ممکن ہے کہ دس منٹ کے بعد بلاوا آ جائے اور یہ بھی امکان ہے کہ دس سال تک نہ بلایا جائے تو کیا وہ آدمی مطمئن رہے گا؟ مطمئن تو نہیں رہے گا، وہ کیا کرے گا؟ وہ سب سے پہلا کام یہ کرے گا کہ اپنا بندوبست کریگا، اپنے پاس اسٹاک جمع کریگا اور ذخیرہ جمع کریگا وہ تو ہر وقت تیار رہے گا، ہر وقت اس کے کان کھڑے رہیں گے کہ نہ معلوم دو منٹ کے بعد یا دس منٹ کے بعد یا دس دن کے بعد مجھے بلا لیا جائے۔

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ اسی طرح سے دنیا میں آنے والے ہر انسان کی زندگی ہے، آدمی سے کہا گیا کہ آخرت کی طرف جو عمل کر کے بھیج سکتے ہو بھیجو، آپ کے پاس دو منٹ بھی ہو سکتے ہیں، دس منٹ بھی ہو سکتے ہیں، دس دن بھی ہو سکتے ہیں، دس سال بھی ہو سکتے ہیں، پچاس سال بھی ہو سکتے ہیں تو فرمایا کہ جس طرح سے وہ آدمی جو صحرا میں کھڑا ہے اپنا سامان جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے سامان کو سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح سے مسلمان کو دنیا میں آخرت کے لئے اعمال جمع کرنے چاہیں، صحت کے زمانے کو اور فراغت کے زمانے کو غنیمت سمجھتے

ہوئے جو عمل ہو سکے کر گزرے، ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنے کا موقع ہے تو اس کو غنیمت سمجھے، ایک مرتبہ استغفر اللہ کہنے کا موقع ہے تو اس کو غنیمت سمجھے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پہلی نصیحت یہ کی:

"اغتنم صحتک وفراغک"

اپنی فرصت کے زمانے کو اور اپنی صحت

کے زمانے کو غنیمت سمجھو اور اعمال کرلو۔

دوسری نصیحت مسجد کو اپنا گھر بنالو:

دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ

" ولیکن المسجد بیتک "

کہ اے میرے بھائی! مسجد تیرا گھر ہونا چاہیے۔

مسجد سے مرد کا تعلق جڑا ہوا ہو، ارشاد فرمایا:

"فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول المسجد بيت لكل تقي "

کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا ہے کہ مسجد ہر نیک آدمی کا گھر ہوتا ہے۔

نیک آدمی کا دل مسجد میں لگتا ہے، صلحاء کا دل مسجد میں لگتا ہے اور رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" المؤمن فی المسجد کالسمک فی الماء"(۱)

مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے کہ جس طرح سے ایک مچھلی پانی کے اندر ہے۔

---

(۱) تحفۃ الاخوذی ج ۶ ص ۱۷۸۔

پانی میں مچھلی کا جی لگتا ہے، دل لگتا ہے، پانی سے باہر نکالو تو تڑپ تڑپ کے مر جائے گی اسی طرح مومن کا دل مسجد میں لگتا ہے اور جیسے ہی مسجد سے باہر جاتا ہے بے تاب ہو جاتا ہے کہ کیسے میں واپس مسجد میں آؤں اور ارشاد فرمایا کہ

"والمنافق فی المسجد کالطیر فی القفص"

منافق کا دل مسجد میں نہیں لگتا منافق مسجد کے اندر ایسا تنگ ہوتا ہے جیسا پرندہ اپنے پنجرے کے اندر۔

مسجد میں دل نہ لگنا نفاق کی علامت ہے:

جس آدمی کا دل مسجد میں نہ لگے یہ اس بات کی علامت ہے کہ دل میں نفاق ہے، فرمایا کہ منافق مسجد میں ایسا ہے کہ جس طرح سے پرندہ پنجرے میں بند ہوتا ہے، بے تاب ہوتا ہے، کبھی یہاں چونچ مارتا ہے کبھی وہاں کہ کسی طرح یہاں سے نکلوں اور آزاد ہو جاؤں، اسی طرح سے منافق بھی بے تاب ہوتا ہے کہ کب میں یہاں سے نکلوں اور بازار کو جاؤں، کب نکلوں اور بازار کے فسادات میں جا کے گھر جاؤں۔

مسجد کے عادی کو پل صراط سے جلدی گزرنے کی ضمانت:

میرے عزیز دوستو بزرگو! اس لئے نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ مسجد ہر مومن کا اور ہر متقی کا گھر ہے اور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی مسجد کا اہتمام کرے گا اور مسجد کو اپنا گھر بنائے گا، فرمایا کہ میں ضمانت دیتا ہوں میں ضامن ہوں کہ پل صراط سے اللہ تعالیٰ اس کو تیزی سے گزار دیں گے۔[۱]

---

(۱) بیہقی ج ۳ ص ۳۸۱۔

یہ ضمانت کون دے رہا ہے؟ رسول پاک ﷺ دے رہے ہیں، دنیا میں کوئی آدمی مجھے یا آپ کو ضمانت دے کہ بھائی یہ کام کرنا ہے میں ضامن ہوں کہ آپ کا یہ کام ہو جائے گا تو آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا تو انسان کتنا مطمئن ہو جاتا ہے، مسجد سے تعلق رکھنے والوں کو رسول پاک ﷺ ضمانت دے رہے ہیں، فرمایا کہ ایسے آدمی کی میں ضمانت دیتا ہوں کے اللہ تعالی اس کو پل صراط سے پار کر دیں گے اور پل صراط سے پار ہونا ہر انسان کا مطلوب ہے۔

اس لیے آپ اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کو مسجد کا عادی بنائیں اور آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی اپنے آپ کو مسجد کا عادی بنائیں جب گھر میں آپ کا جی نہ لگے، گھر میں پریشانی لاحق ہو جائے، کہاں آجانا چاہیے؟ مسجد میں۔ مسجد اللہ کا گھر ہے یہاں آجاؤ یہاں اللہ کے دربار میں آجاؤ، اللہ کے گھر میں آجاؤ، کہیں پناہ نہ ملے مسجد میں پناہ ملے گی، کہیں سکون نہ ملے، مسجد میں سکون ملے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان گھر میں کچھ بات بگڑ گئی، کچھ اختلاف ہو گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ شوہر ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زوجہ ہیں، رسول ﷺ کی بہت پیاری چہیتی بیٹی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ ناراضگی ہو گئی تو یہ نہ کیا کہ سیدھے رسول پاک ﷺ کے گھر جا کر شکایت کریں، نہ ڈانٹا ڈپٹا، نہ ڈنڈا اٹھایا اور نہ ہی جھڑکا بلکہ فوراً گھر سے نکلے اور مسجد میں گئے، رسول اللہ ﷺ جب گھر میں تشریف لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ علی کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا

کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ ناراض ہوکر مسجد میں چلے گئے ہیں تو معلوم یہ ہوا کہ جب پریشانی آتی تھی، ناراضگی ہوجاتی تھی یا گھر میں کوئی بے چینی ہوتی تھی تو سیدھے مسجد چلے جاتے تھے، اسی لیے گھر میں اگر بیوی سے کچھ اختلاف ہوگیا تو سکون نہیں ہے بے چینی ہے، اولاد میں اختلاف ہو گیا تو بے چینی ہے سکون نہیں ہے، تو کہاں آنا چاہیے؟ مسجد میں آنا چاہیے۔ تو رسول پاک ﷺ مسجد تشریف لائے، دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں اور مسجد کچی ہے نیچے مٹی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بدن کے ساتھ مٹی لگی ہوئی ہے، آنحضرت ﷺ آئے اور ارشاد فرمایا:

"قم یا أبا تراب "(۱)

اے مٹی والے! کھڑے ہوجاؤ۔

اِسی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت "أبو تراب" یعنی مٹی والا مشہور ہوئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فخر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے میری کنیت "أبـو تـراب" مٹی والا متعین فرمائی ہے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور گھر چلے گئے حضرت فاطمہ کے پاس، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں پوچھا کہ کیوں لڑائی کی ہے؟ اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ جانتے تھے کہ یہ فطرت ہے یہ انسان ہے، انسان کے بشری تقاضوں کی بناء پر کبھی کبھی ایسا ہوجاتا ہے جتنا کریدیں گے اتنی باتیں بڑھیں گی اسی لیے رسول پاک ﷺ تشریف لائے اور دونوں کو بٹھایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دائیں طرف اور حضرت فاطمہ کو بائیں طرف اور دونوں کے ہاتھوں کو پکڑا اور آپس میں ملایا اور آپس میں صلح کرادی اور جب باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آج تو بڑے خوش نظر آرہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں خوش کیوں نہ ہوں ایک بہترین جوڑے کے درمیان صلح کرواکے آیا ہوں۔

---

(۱) فتح الباری باب مناقب علی رضی اللہ عنہ۔

یہ واقعہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے:

میرے محترم دوستو اور بزرگو! یہ واقعہ ہمارے لیے ایک نمونہ ہے یہ ان مبارک والدین کے لیے بھی نمونہ ہے کہ جن کی بچیاں دوسروں کے گھر میں چلی گئی ہیں، بڑے نمونے کی بات ہے بڑے صبر کی بات ہے، شوہروں کے لیے بھی نمونہ ہے کہ جن کے پاس دوسروں کی بیٹیاں موجود ہیں کہ کس طرح سے ان کے ساتھ زندگی گزارنی ہے، تو آئیں اس طرح سے صلح اور محبت کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اس طرح سے تو زندگی کا نظام چلتا ہے، اسی لیے رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد مومن کا گھر ہونا چاہیے، اور اسکا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہونا چاہیے۔

فرشتے مسجد آباد کرنے والے کو تلاش کرتے ہیں:

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالی کے فرشتے اترتے ہیں اور اللہ کے مقرب بندوں کو تلاش کرتے ہیں، کون سے بندے؟ وہ بندے جنھوں نے مسجد کو اپنا گھر بنایا ہوا ہے، جو اکثر مسجد میں رہتے ہیں، اکثر مسجد میں اپنا وقت گزارتے ہیں، فرشتے ان سے مسجد میں آکر مصافحہ کرتے ہیں اور ان کے جسم سے اپنے پروں کو ملتے ہیں جس طرح سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی بزرگ آدمی آجاتا ہے یا نیک آدمی آجاتا ہے تو نیک آدمی سے مصافحہ کرنا ہم اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور اسکے بدن کے ساتھ ہمارا بدن مس ہو جائے تو ہم اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ فرشتے آکر ان کے بدن کو اسی طرح چھوتے ہیں، چھونے میں سعادت سمجھتے ہیں ،فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ جاؤ ایسے بندوں کی مجلس میں جا کر بیٹھو، نورانی مخلوق کو، وہ نور والی مخلوق کہ جس کے اندر گناہ ہے ہی نہیں ایسی مخلوق کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے پاس جا کر بیٹھو جو اللہ کا

ذکر کرتے ہیں جو اللہ کو یاد کرتے ہیں تو اب آپ بتایئے کہ ہمارے بچوں کا، ہماری اولاد کا سب سے بہترین وقت کون سا ہے؟ سب سے اچھا وقت کونسا ہے؟ وہ جو مسجد میں گزرتا ہے نہ کہ وہ وقت جو بازاروں میں گزرے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہ تو کسی نے غلط فقرہ کہہ دیا ہے کہ ملا کی دوڑ مسجد تک، ملا کی دوڑ مسجد تک نہیں ہے بلکہ مولوی بازاروں کے احکام بھی بتاتا ہے، عدالت اور کچہری کے متعلق اسلام نے کیا ضابطے بتائے عالم دین وہ بھی بتاتا ہے، معاشرت بھی سکھاتا ہے، لوگوں کے عقائد کی بھی اصلاح کرتا ہے اور عبادات بھی سنوارتا ہے یہ غلط سوچ ہے کہ مولوی کی دوڑ مسجد تک ہے یہ ظالموں نے اس لیے کہا تا کہ مسلمانوں کو مسجد کے ماحول سے دور کیا جائے ظالم سمجھتے ہیں کہ اگر مسلمان مسجد کے قریب چلا گیا اور اگر یہاں سے یہ دین سیکھے گا تو اسکا ایمان بڑھے گا یہاں سے اسکا ایمان بنے گا یہاں سے اسکے ایمان میں ترقی ہوگی یہاں سے جو ایمان کی باتیں سیکھے گا یہ گھر آ کر خیر کی باتیں بتائے گا جب گھر میں خیر کی باتیں بتائے گا تو دین پھیلائے گا اور اگر دین کو فروغ مل گیا تو بے حیائی اور فحاشی ختم ہوگی اگر دین زندگیوں میں آ گیا تو ان میں اسلامی غیرت بیدار ہو جائے گی اور اگر اسلامی غیرت بیدار ہوگئی تو انگریز کی غلامی کس طرح کرے گا؟ انگریزی تہذیب وثقافت کو بری نگاہ سے دیکھے گا۔

ماؤں بہنوں سے بھی درخواست ہے کہ تمام نمازوں کے اوقات میں اپنی اولادوں کو، بچوں کو، اپنے گھر والوں کو مسجد کا عادی بنائیں، مسجد کی طرف رخ کرنے کی انکو عادت ڈالیں

تاکہ بچے مسجد کے عادی بنیں۔

توابوذر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور پاک ﷺ سے سنا ہے کہ اے سلمانؓ! جو آدمی مسجد کا عادی ہوگا میں ضامن ہوں اسکا کہ اللہ تعالی اسکو پل صراط سے بجلی کی طرح گزار دیں گے۔

تیسری نصیحت یتیم پر رحم کرنا:

تیسری بات ارشاد فرمائی:

"یاأخي ارحم الیتیم فاني سمعت رجلا
یشتکي إلی رسول اللہ ﷺ......"

کہ یتیم پر رحم کرتے رہنا اس لیے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے پاس آئے ہوئے ایک آدمی کو سنا جو آپ ﷺ سے اپنے دل کی قساوت اور اسکی سختی کی شکایت کر رہا تھا اس آدمی نے آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا دل سخت ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یتیم پر رحم کرو، جب دل سخت ہو جاتا ہے تو آدمی کو کسی پر رحم نہیں آتا، کسی پر ترس نہیں آتا، جانوروں پر بھی رحم نہیں آتا، انسانوں پر بھی رحم نہیں آتا، آدمی ظالم بنتا چلا جاتا ہے پھر کسی کی نصیحت آدمی پر اثر نہیں کرتی، قرآن کا ترجمہ بھی پڑھ رہا ہوگا اثر نہیں ہوگا، حدیث کا ترجمہ بھی آرہا ہوگا اثر نہیں لے گا اس لیے کہ اثر لینے کی جو چیز ہے جو آدمی کے اندر دل ہے وہ دل مردہ ہو چکا، اس میں قساوت آگئی۔

دل کی سختی یہودیوں کی بیماری ہے:

اللہ پاک نے قرآن مجید میں قساوت قلبی اور دل کی سختی دونوں کو یہودیوں کی بیماری بتائی ہے، ارشاد فرمایا:

" ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ "(۱)

ترجمہ: (اے یہودیو!) پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد، سو وہ ہو گئے جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں اور ان میں ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے۔

پتھر بھی آدمی کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے، پتھر آدمی کو بہت سارے معاملات میں کام آتا ہے، آدمی دیوار بناتا ہے، آدمی مکان بناتا ہے، کچھ تعمیر کرتا ہے، پتھر بیشمار آدمیوں کے کاموں میں آجاتا ہے اور فرمایا کہ بعض پتھروں سے تو پانی کی نہریں پھوٹ پڑتی ہیں اور بعض سے پانی رسنے لگتا ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بعض پتھر تو خوف خدا سے بلندی سے پستی کی طرف گر پڑتے ہیں لیکن جب انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے تو پھر اللہ کا خوف اس سے نکل جاتا ہے پھر یہ درندہ صفت بن جاتا ہے اس سے خیر کی کوئی توقع نہیں رہتی، تو میں یہ کہہ

---

(۱) سورۃ البقرہ آیت ۷۴۔

رہا تھا کہ صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا دل بڑا سخت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" أتحب أن تلين قلبک "

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے دل میں نرمی پیدا ہو جائے؟ تیرے دل سے قساوت ختم ہو جائے؟ کہا جی چاہتا ہوں جب ہی تو آپ کی طرف آیا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" ارحم اليتيم وامسح رأسه ...... ادنه منک وأطعمه من طعامک "

یتیم پر رحم کیا کرو اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا کرو اور اس کو اپنے قریب کیا کرو اور اپنے کھانے میں سے اسے کھانا کھلایا کرو، اسکے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تیرے دل میں نرمی پیدا کر دیں گے۔

سب سے اچھا اور سب سے بُرا گھر:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن اليه ،
وشر بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يساء اليه "(۱)

ترجمہ: مسلمانوں کے گھر میں سب سے بہترین گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھر میں سب سے بُرا گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔

---

(۱) مشکوٰۃ ج۲۔

من مسح على رأس يتيم لم يمسحه الا لله كان له في كل شعرة مرت عليها يده حسنات ، ومن أحسن الى يتيمة أو يتيم عنده كنت أنا وهو في الجنة كهاتين "(۱)

ترجمہ: جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ان بالوں میں سے ہر بال کے بدلے اس شخص کو نیکیاں ملیں گی۔

نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے معلوم ہوا کہ سب سے بہترین اور سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں ایک یتیم ہو اور اس یتیم کے حقوق کی رعایت رکھی جاتی ہو اور اس پر رحم کیا جاتا ہو، آج ہر کوئی اپنے بچوں کو اچھا دیکھنا چاہتا ہے لیکن اگر کسی کا یتیم بچہ کسی کے گھر ہے یا کسی کا بھانجا ہے یا کسی کا بھتیجا ہے تو اس یتیم کے ساتھ وہ شفقت والا معاملہ نہیں ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ ہے تو یاد رکھنا کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بدسلوکی کے بارے میں پوچھے گا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے برا گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم بچہ ہو اور اس یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن اليه ، وشر بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يساء اليه "(۲)

ترجمہ: مسلمانوں کے گھر میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھر میں سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔

---

(۱) مشکوٰۃ ج ۲۔

(۲) الترغیب والترھیب بحوالہ ابن ماجہ۔

یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو جب آپ اس کے سر پر شفقت کا اور پیار کا ہاتھ رکھیں گے تو دل میں نرمی پیدا ہوگی، غیظ وغضب کا ہاتھ نہیں، مار کا ہاتھ نہیں، ڈانٹ کا ہاتھ نہیں بلکہ شفقت کا ہاتھ رکھیں گے تو ارشاد فرمایا: ہاتھ کے نیچے سر کے جتنے بال آئیں گے اسکے بدلے اس شفقت کرنے والے کی اتنی نیکیاں لکھ دی جائیں گی، نبی اکرم ﷺ تو اتنا پیارا دین لیکر آئے ہیں کہ جس میں نیکیاں حاصل کرنے کے کتنے مواقع ہیں۔

یتیم کی کفالت صدقہ جاریہ ہے:

گھر میں کوئی یتیم نہیں ہے لیکن محلّہ میں اگر کوئی یتیم ہے یا پڑوس میں اگر یتیم ہے تو اس یتیم کو کبھی بلا لیا کرو (یتیم سے مراد نابالغ بچہ یا بچی ہے) نابالغ ہے تو یتیم ہے، اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا یا اس کے گھر کی کفالت کی یا اس کے کھانے کا بندوبست کر لیا، اللہ نے اگر اتنا دیا ہے کہ بندوبست ہوسکتا ہے تو آدمی کسی یتیم کی کفالت اپنے ذمہ لے لے یہ صدقہ جاریہ ہے انسان کے لیے بڑا اجر ہے، ارشاد فرمایا ایسا کرنے سے تیرا دل نرم ہوگا۔

قساوت قلب چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے:

یہ بات بھی ذہن نشین فرما لیجیے کہ یہ قساوت (دل کی سختی) چار چیزوں سے ہوتی ہے:

(۱) کثرت سے کھانا کھانا اس سے دل سخت ہوجاتا ہے۔

(۲) کثرت سے سونا اس سے دل سخت ہوجاتا ہے۔

(۳) کثرت سے باتیں کرنا اس سے دل سخت ہوجاتا ہے۔

(۴) کثرت سے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اس سے آدمی کا دل سخت ہوجاتا ہے، یہ چاروں

چیزیں آدمی کی ضرورت ہیں، کھانا آدمی کی ضرورت ہے، سونا آدمی کی ضرورت ہے، لوگوں سے میل جول رکھنا آدمی کی ضرورت ہے اس لیے کہ انسان اکیلے نہیں رہ سکتا، انسان بہر حال انسان ہے، انسان اُنس سے لیا گیا ہے دوسرے کی طرف میلان وانس اس کی فطرت ہے یہ چیزیں جب حد کے اندر ہیں تو آدمی کی ضرورت ہیں، کھانا اسی طرح سے سونا، اسی طرح سے لوگوں سے باتیں کرنا، اسی طرح سے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا یہ چاروں چیزیں ضرورت سے تجاوز کر جائیں تو آدمی کے دل کی سختی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ (۱)

دل کا سخت ہونا بدبختی کی علامت ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اربع من الشقاوة جمود العين وقسوة القلب وطول الأمل والحرص على الدنيا. (۲)

چار چیزیں انسان کی بدبختی کی علامت ہیں، آنکھوں کا خشک ہونا، دل کا سخت ہونا، لمبی امیدوں کا ہونا اور دنیا کا حریص ہونا۔

ہم بھی دیکھ لیں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہمارے دل کے اندر یہ سختیاں موجود ہوں اور جب سختیاں آ گئیں تو خیر کی بات آدمی کے دل میں اثر نہیں کرتی، توفیق ہی نہیں ہوتی ہے کسی خیر کی، اب اس آدمی سے کسی خیر کی کوئی امید نہیں ہے، برا ہی برا ہے، شر ہی شر ہے تو اس لیے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ یتیم پر رحم کیا کرو، یتیم پر شفقت کیا کرو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے دل کو نرم کر دیں گے۔

---

(۱) رسالۃ المسترشدین۔

(۲) الترغیب والترہیب ج۴ ص۱۲۰۔

چوتھی نصیحت ایسی چیزیں جمع نہ کرنا جن کا تم شکر نہ ادا کر سکو:

چوتھی بات یہ ارشاد فرمائی:

"ولاتجمع مالاتستطیع شکرہ"

ایسی چیزوں کو، ایسے سامان کو، ایسے مال کو
مت جمع کیا کرو جس مال کا تم شکر ادا نہ کر سکو۔

اگر مال اللہ نے دیا ہے تو اس مال کا شکر تیرے اوپر واجب ہے، اگر اسباب اللہ نے دیئے ہیں تو ان اسباب کا تیرے اوپر شکر واجب ہے اور لازم ہے۔

شکر واجب ہونے کا مطلب:

یاد رکھیئے شکر واجب اور لازم ہے، کیا مطلب ہے؟ ایک آدمی کو اللہ نے اچھی نوکری دی ہے، اچھا کاروبار دیا ہے، اچھی صحت دی ہے، اچھی جوانی اللہ نے اُس کو دی ہے تو یہ سب بڑی نعمتیں ہیں، ہر وقت وہ کہے الحمدللہ! الحمدللہ! دوستو میں بیٹھتا ہے الحمدللہ! الحمدللہ! اللہ نے مجھے بہت دیا ہوا ہے، بطور فخر کہتا ہے الحمدللہ! الحمدللہ! میری اتنی آمدنی ہے الحمدللہ میرے پاس یہ ہے، میرے پاس یہ ہے، کوئی شک نہیں الحمدللہ آپ نے کہا ہے لیکن دل میں کیا ہے، دل میں دوسروں پر تکبر اور بڑائی جتلانا ہے تو الحمدللہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ اللہ کا شکر ادا نہیں کر رہا ہے بلکہ یہ لوگوں پر اپنا فخر جتلا رہا ہے اور سب سے بڑا شکر نعمت کا یہ ہے کہ جو نعمت اللہ نے جس مقصد اور جس کام کے لئے دی ہے اس مقصد میں استعمال ہو جائے یہ سب سے بڑا شکر ہے، مال اللہ نے دیا ہے زکوٰۃ ادا کر رہا ہے، مال کا حق ادا کر رہا ہے، لوگوں کے واجبات جو اللہ

نے اس کے ذمہ میں فرض فرمائے ہیں وہ حق ادا ہو رہے ہیں، یتیم کی کفالت کر رہا ہے، غریبوں کی کفالت کر رہا ہے، ضرورت مندوں کی حاجت حسب استطاعت پوری کر رہا ہے، اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کر رہا ہے، عزیزوں پر بھی خرچ کر رہا ہے، رشتہ داروں پر بھی خرچ کر رہا ہے، مال کے سارے حق ادا کر رہا ہے، زبان سے ایک مرتبہ بھی الحمدللہ نہیں کہا جب بھی اس نے اللہ کا شکر ادا کر دیا۔

روز محشر آدمی کے مال واسباب اس کے ساتھ ہوں گے:

میں عرض کر رہا ہوں کہ زبان سے بھی اللہ کا شکر ادا کریں لیکن اصل یہ ہے کہ مال اللہ نے جس کام کے لئے دیا ہے اس کام میں استعمال کر لیں یہ مال کا شکر ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے سلمان! میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب بندہ قیامت کے دن اللہ کے دربار میں آئے گا تو اس کا مال اس کے ساتھ ساتھ ہو گا جو کچھ اس نے دنیا میں جمع کیا اس کے ساتھ ساتھ ہو گا اور ارشاد فرمایا: ایک آدمی ایسا ہو گا جس نے مال کا حق ادا کیا ہے یہ مال اسکے پیچھے پیچھے ہو گا اور کیا کہے گا؟ چلو چلو پل صراط سے پار ہو جاؤ، جہاں مشکل آئے گی میں دیکھ لوں گا اور جہاں مشکل آئے گی میں تیرا معاون اور تیرا ساتھ دوں گا، تیری مدد کروں گا، یہ مال اعمال کی صورت میں ہے، یہ مال غریبوں پر خرچ کرنے کی صورت میں یہاں موجود ہے، کفالت کر رہا ہے، جہاں مصیبت آئے گی، پریشانی آئے گی مال اسکا ساتھ دے گا، مال انسانی شکل میں آ جائے گا۔

ارشاد فرمایا میں نے نبی پاک ﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ جس آدمی نے مال کے حق کو ادا نہ کیا اسکا مال بھی اسکے ساتھ ہوگا اور کیسے؟ ارشاد فرمایا وہ خیانت کی صورت میں، بد دیانتی کی صورت میں گردن پر سوار ہوگا اور کہے گا مجھے بھی لے چلو اور خود بھی چلو، مجھے بھی لے کر چلو اور خود بھی چلو اور وہ شخص چلنے سے عاجز آجائے گا۔

خیانت کرنے والے کے لیے آپ ﷺ کی سفارش نہ ہوگی:

رسول پاک ﷺ نے خیانت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یاد رکھنا قیامت کے دن میرے پاس کوئی اس طرح سے نہ آئے کہ اسکی گردن میں ایک اونٹ لٹکا ہوا ہو اور وہ اونٹ چیخ رہا ہو سب لوگ دیکھ رہے ہوں اور وہ مجھ سے کہے اللہ کے رسول ﷺ میری مدد کریں اور مجھے اس عذاب سے بچالیں تو میں مدد نہیں کروں گا، سفارش نہیں کروں گا اور ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی آئے گا جس کی گردن میں گھوڑا لٹکا ہوا ہو اور وہ گھوڑا ہنہنا رہا ہو اور سب لوگوں کے سامنے یہ منظر ہو اور یہ مجھ سے کہے اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کریں تو میں مدد نہیں کروں گا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں بتا رہا ہوں کہ خیانت کر کے میرے پاس سفارش کے لیے نہ آنا، کسی کا مال غصب کر کے یا کسی کا مال ضائع کر کے یا کسی کا مال ہڑپ کر کے میرے پاس مت آنا، فرمایا اگر سوئی بھی آدمی کسی کی غصب کرے گا یا چوری کرے گا اور اسکو ناجائز استعمال کریگا تو قیامت کے دن وہ سوئی بھی اسکو دینی پڑے گی تو اس طرح سے کوئی میرے دربار میں نہ آئے، میں اس کی سفارش نہیں کروں گا۔ رسول پاک ﷺ نے واضح طور پر

منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں بتا رہا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کل قیامت میں تم مجھ سے مدد مانگو اور میں تمہاری مدد نہ کرسکوں۔ (۱)

اس لئے ارشاد فرمایا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے: اے سلمان رضی اللہ عنہ! میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ قیامت کے دن انسان کا مال جس کا حق اس نے ادا نہیں کیا اسکے پیچھے پیچھے ہوگا، گردن میں لٹکایا جائے گا، اگر ماں بہن نے سونے کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو یہ زکوٰۃ اور یہ سونا، یہ گنجا سانپ بن کر گردن میں طوق بن کر لٹکے گا اور قبر میں طوق بن کر آئے گا، یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے پیسہ نہیں، سونا بیچ کر زکوٰۃ ادا کریں، زکوٰۃ ضروری ہے، اگر آپ کی جانب سے شوہر، بھائی، والد ادا کر دیتے ہیں تو بہت اچھی بات ہے لیکن اگر نہیں ادا کرتے تو یہ زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے، زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔

پانچویں نصیحت ملازم اور خادم کا حساب ہوگا:

اگلی بات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور جو انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہی کہ مجھے یہ پتا چلا ہے کہ آپ نے ایک خادم لیا ہے، آپ نے ایک غلام خریدا ہے، کہا دیکھ لو یہ غلام اگر خریدا ہے تو غلام تیری خدمت کرے گا، تو مخدوم بن جائے گا اور وہ خادم بن جائے گا لیکن قیامت کے دن حساب دینا ہوگا، اسکا حساب کہ آپ نے اس کو کتنی اجرت دی ہے اور اس سے کتنی خدمت لی ہے، اب اگر یہ حساب دے سکتے ہو تو پھر اپنے پاس خادم رکھنا، اگر حساب نہیں دے سکتے تو پھر اپنے پاس مت رکھنا، ارشاد فرمایا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہ میرے پاس ایک زمانہ تھا، وسعت تھی، کہ میں خادم رکھ سکتا تھا، میرے

---

(۱) تفسیر جمل سورۃ آل عمران، ج ا۔

پاس استطاعت تھی کہ میں گھر میں ملازم اور نوکر رکھ سکتا تھا لیکن میں نے نبی پاک ﷺ کا جب یہ فرمان سنا کہ قیامت کے دن آدمی کو حساب دینا ہوگا تو میں نے حساب کے ڈر کے مارے خادم نہیں رکھا۔

چھٹی نصیحت آخرت سے غافل نہ ہونا:

یعنی مجھے اور آپ کو آخرت سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہیے اور ہم یہ گمان نہ رکھیں کہ ہمیں بس پورا پورا اجر مل جائے گا اور بلکہ ڈرتے رہنا چاہیے مطلب یہ تھا کہ اپنے اعمال پر گھمنڈ اور ناز بالکل نہ ہو، اللہ کا فضل ہوگا تو بخشش ہو جائے گی ورنہ اپنے اعمال پر بھروسہ مت کرنا۔

آپ اندازہ کریں ان لوگوں کے دلوں میں کیا اللہ کا ڈر تھا؟ سب کچھ کر کے بھی آخرت کا ڈر دلوں میں لئے پھرتے ہیں اور ہم کچھ نہ کر کے بھی بالکل اطمینان سے زندگی گذار رہے ہیں جیسے ہمیں مرنا ہی نہیں، یہ غفلت انسان کی بربادی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

ساتویں نصیحت صحابی ہونا تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے:

ساتویں نصیحت یہ فرمائی کہ صحابی ہونا تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے یعنی اتنا بڑا رتبہ اور مقام ہے لیکن اعمال کی پھر بھی ضرورت پڑے گی، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"یافاطمة انقذی نفسک من النار فانی لا املک لک من الله شیئاً"[۱]

ترجمہ: اے فاطمہؓ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانا اس
لئے کہ میں تجھے اللہ کے عذاب سے نہیں چھڑا سکتا۔

---

(۱) مسلم، ترمذی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ قیامت میں میری سفارش فرما دیجئے گا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اعنی بکثرۃ السجود''(۱)

ترجمہ: اچھا پھر تم کثرت سجود سے میری مدد کرنا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک پرندے کو دیکھا تو فرمایا اے کاش میں بھی تیری طرح ہوتا، اے کاش میں انسان پیدا نہ ہوتا کہ مجھ سے حساب کتاب نہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش کہ میں تنکا ہوتا مجھ سے حساب و کتاب نہ ہوتا(۲) اور انتقال کے وقت یہ بات ارشاد فرمائی:

''ویل لک یا عمران لم یغفر لک ربک''

ترجمہ: عمر! اگر تیرے رب نے تیری بخشش نہ کی تو تیرا کیا بنے گا؟

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ کتنے بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود بھی اپنے اعمال کو کچھ نہ سمجھتے تھے بلکہ ڈر غالب تھا۔

میرے عزیز دوستو، بزرگو اور ماؤں، بہنو! ان باتوں میں ہمارے لئے بڑی نصیحتیں ہیں یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں کیں اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے مجھ تک اور آپ تک پہنچائیں، امت تک پہنچائیں، اس لئے پہنچائیں کہ یہ وہ باتیں ہیں جو نبی پاک ﷺ سے سنیں، حضرت محمد ﷺ نے اپنی طرف سے نہیں فرمائیں، حضرت جرائیل علیہ السلام نے بتائی ہیں، حضرت جرائیل علیہ السلام نے بھی اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ اللہ تعالی نے بتائی ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی منشا اور مراد ہیں۔

---

(۱) مشکوۃ۔

(۲) احیاء العلوم۔

خلاصہ کلام:

اس لئے میرے عزیز دوستو بزرگو! آیئے ہم عزم کریں کہ ان مبارک اعمال پر ہم عمل کریں گے تاکہ ہماری زندگی اچھی گزر جائے۔

پہلی نصیحت: یہ بتائی کہ اپنی اور صحت اپنی فرصت کے زمانے کو انسان غنیمت سمجھے۔

دوسری نصیحت: یہ بتائی کہ مسجد کو اپنا گھر بنالو اور مسجد میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارو۔

تیسری نصیحت: یہ بتائی کہ یتیم پر رحم کیا کرو، یتیم پر شفقت کیا کرو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تیرے دل کو نرم کردیں گے۔

چوتھی نصیحت: یہ فرمائی کہ ایسا مال جمع نہ کرنا جس مال اور اسباب کا آپ شکرادا نہ کرسکو۔

پانچویں نصیحت: یہ فرمائی کہ اگر خادم رکھا ہے، نوکر رکھا ہے، ملازم رکھا ہے تو پھر اس کا حساب آپ کو دینا ہوگا کہ جتنی آپ نے اس کو اجرت دی ہے اسی حساب سے آپ نے اس سے کام بھی لینا ہے، اگر قیامت کے حساب کی طاقت رکھتے ہو تو پھر رکھ لیجئے گا ورنہ اس سے اجتناب کیجئے گا۔

چھٹی نصیحت: یہ فرمائی کہ آخرت سے غافل نہ ہونا۔

ساتویں نصیحت: یہ فرمائی کہ صحابی ہونا تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین......!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○



فکرِ آخرت

FIKR-E-AKHIRAT

مکتبہ فکرِ آخرت

جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org